❁❁❁ تقریر ❁❁❁

مطالباتِ تحریکِ جدید

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۔ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ۔ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ۔ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ۔ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ (یونس:63-65)

سنو کہ یقیناً اللہ کے دوست ہی ہیں جن کو کوئی خوف نہیں اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ وہ لوگ جو ایمان لائے اور وہ تقویٰ پر عمل پیرا تھے، ان کے لئے دنیا کی زندگی میں خوشخبری ہے اور آخرت میں بھی۔ اللہ کے کلمات میں کوئی تبدیلی نہیں۔ یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔

سامعین! آج میری تقریر کا عنوان ہے۔ **مطالباتِ تحریکِ جدید**

خدا سے وہی لوگ کرتے ہیں پیار
جو سب کچھ ہی کرتے ہیں اس پر نثار
اسی فکر میں رہتے ہیں روز و شب
کہ راضی وہ دلدار ہوتا ہے کب
اُسے دے چکے مال و جان بار بار
ابھی خوف دل میں کہ ہیں نابکار
لگاتے ہیں دل اپنا اس پاک سے
وہی پاک جاتے ہیں اس خاک سے

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے 1934ء میں تحریکِ جدید کے نام سے جو تحریک جاری فرمائی اُس کے تین حصے تھے یا یوں کہہ لیں کہ تین شاخیں تھیں پہلی شاخ کا تعلق مالی قربانی سے تھا دوسرے حصہ میں معاندین و مخالفینِ احمدیت کے جماعت احمدیہ پر حملوں کا دفاع اور اس کا جواب دینا تھا اور تیسرا اہم حصہ افرادِ جماعت کی اصلاح اور تعلیم و تربیت سے تعلق رکھتا ہے۔ گویا ہم کہہ سکتے ہیں کہ تحریکِ جدید ایک ایسی انقلاب انگیز الٰہی تحریک ہے جس کے ذریعہ اکنافِ عالم میں توحیدِ الٰہی کے قیام اور اشاعتِ اسلام کی مضبوط بنیاد ڈالی گئی اور جماعت احمدیہ کی دینی و اشاعتی سرگرمیاں عالمگیر صورت اختیار کر گئیں اور تبلیغِ اسلام کا ایک زبردست نظام مُعَرّضِ وجود میں آیا۔ دوسری جانب افرادِ جماعت کی تعلیم و تربیت اور اصلاحِ اَحوال کے لئے 27 مطالبات احبابِ جماعت کے سامنے رکھے۔ آج مَیں آپ کے سامنے انہی 27 مطالبات پر ہی اپنا اظہارِ خیال کے لئے کھڑا ہوا ہوں۔

سامعین! مطالبات بتانے سے قبل یہ یہ بتاتا چلوں کہ اس الٰہی تحریک کی بنیاد عین اُس وقت رکھی گئی جب احراری تحریک اپنے نقطہ عروج پر تھی اور احرار اپنے خیال میں (معاذاللہ) قادیان اور احمدیت کی اینٹ سے اینٹ بجادینے کا فیصلہ کر کے قادیان کے پاس ہی اپنی کانفرنس منعقد کرنے والے تھے۔ یہ وہ دن تھے جب فضا میں احرار کے ان دعووں کی آواز گونج رہی تھی کہ ہم منارۃ المسیح کی اینٹ سے اینٹ بجادیں گے اور قادیان کو اس طرح مسمار کر دیں گے کہ وہاں قادیان کا نام ونشان تک باقی نہیں رہے گا اور ایک وجود بھی ایسا نہیں رہے گا جو حضرت مسیح موعود (علیہ السلام) کا نام لینے والا ہو۔ فضاؤں میں بہت ارتعاش تھا اور احمدیوں کی طبیعت میں بھی ایک ہیجان تھا، ایک جوش تھا اور ایک ولولہ تھا، جتنی قوت کے ساتھ جماعت کو دبانے کی کوشش کی جارہی تھی اتنے ہی زور کے ساتھ یہ الٰہی جماعت اُبھرنے کے لئے تیار بیٹھی تھی، ایک آواز کا انتظار تھا یعنی خلیفۃ المسیح کی آواز کا کہ وہ جس طرح چاہیں، جس طرف چاہیں قربانیوں کے لئے بلائیں لیکن دل بلیوں اُچھل رہے تھے کہ کب یہ آواز بلند ہو اور کب ہمیں آگے بڑھ کر نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰه کہنے کی توفیق عطا ہو۔ یہ وقت جماعت کے لئے انتہائی نازک تھا ہر طرف سے جماعت پر حملے ہو رہے تھے۔ دشمن اپنی پوری طاقت اور پورے زور کے ساتھ حملے کے منصوبے بنا رہا تھا اور اپنے زعم میں جماعت کو نیست و نابود کرنے کو تیار کھڑا تھا۔ اب کے بار یہ صرف احرار کا حملہ نہ تھا بلکہ حکومت بھی انہی کے ساتھ تھی۔

ان حالات کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

’’آپ لوگوں کو یاد رکھنا چاہیے کہ یہ وقت بہت نازک ہے۔ ہر طرف سے مخالفت ہو رہی ہے اور اس کا مقابلہ کرتے ہوئے سلسلہ کی عزت اور وقار کو قائم رکھنا آپ لوگوں کا فرض ہے..... آخر ہم نے کیا قصور کیا ہے ملک کا یا حکومت کا کہ ہم سے یہ دشمنی اور عناد کا سلوک روا رکھا جارہا ہے؟..... ہم کسی کے گھر پر حملہ آور نہیں ہوئے، حکومت سے اس کی حکومت نہیں مانگی، رعایا سے اس کے اموال نہیں چھینے بلکہ .... اپنی بیش قیمت جائیدادیں ان کو دے کر ہم میں سے بہت سے لوگ قادیان میں آگئے کہ امن سے خدا کا نام لے سکیں مگر پھر بھی ہم پر حملے کئے جاتے ہیں اور حکومت بھی ہمارے ہاتھ باندھ کر ہمیں ان کے آگے پھینکنا چاہتی ہے اور کوئی نہیں سوچتا کہ ہمارا قصور کیا ہے؟‘‘ (خطبہ جمعہ فرمودہ 26/اکتوبر 1934ء از الفضل یکم نومبر 1934ء)

سامعین! اس تحریک کے آغاز کے حالات اور اس تحریک کے ثمرات کا ذکر کرتے ہوئے ایک جگہ پر آپؓ نے فرمایا:

’’..... یہ زمانہ ہمارے لئے نہایت نازک ہے۔ مجھ پر بیسیوں راتیں ایسی آتی ہیں کہ لیٹے لیٹے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جنون ہونے لگا ہے اور مَیں اٹھ کر ٹہلنے لگ جاتا ہوں۔ غرض یہی نہیں کہ واقعات نہایت خطرناک پیش آرہے ہیں بلکہ بعض باتیں ایسی ہیں جو ہم بیان نہیں کر سکتے..... تو سلسلہ کے خلاف ایسے سامان پیدا ہو رہے ہیں کہ جو میری ذات کے سوا کسی کو معلوم نہیں...... تو مَیں سمجھتا ہوں کہ وقت ایسا ہے کہ ہمیں اہم قربانی کی ضرورت ہے...... آج ہمارے جھنڈے کو گرانے کی بھی دشمن پوری کوشش کر رہا ہے اور سارا زور لگا رہا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہمیں جو جھنڈا دے گئے ہیں اُسے گرا دے۔ اب ہمارا فرض ہے کہ اسے اپنے ہاتھوں میں پکڑے رہیں اور اگر ہاتھ کٹ جائیں تو پاؤں میں پکڑ لیں اور اگر اس فرض کی ادائیگی میں ایک کی جان چلی جائے تو دوسرا کھڑا ہو جائے اور اس جھنڈے کو پکڑ لے..... یاد رکھو! خدا تعالیٰ کے لئے مرنے والے کو کوئی مار نہیں سکتا اس بات کو پلے باندھ لو اور جب تم یہ ارادہ کر لو گے کہ خدا تعالیٰ کے لئے مرنا ہے تو پھر دنیا کی کوئی طاقت تم کو مار نہ سکے گی۔ ہاں تم پر وہ موت آئے گی جو نبیوں کو سچے دل سے ماننے والوں پر آتی ہے مگر ناکامی کی موت نہیں آسکتی کیونکہ تم جس پر گرو گے وہ چکنا چور ہو جائے گا اور جو تم پر گرے گا وہ بھی چکنا چور ہو جائے گا‘‘

(رپورٹ مجلس شوریٰ منعقدہ 19 تا 21/اپریل 1935ء اختتامی خطاب)

سامعین! اب ہم آتے ہیں مطالبات کی طرف۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے تحریک جدید کے تحت جماعت سے مختلف اوقات میں مختلف مطالبات کیے۔ لیکن یہ بتا دوں کہ اس سکیم کے آغاز سے پہلے 19 اکتوبر 1034ء کو حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا کہ

’’... سب سے پہلا مطالبہ جو مَیں آپ لوگوں سے کرتا ہوں اور جس کی آزمائش کے بعد مَیں دوسرا مطالبہ کروں گا یہ ہے کہ یہاں ایک جلسہ ہونے والا ہے۔ اس جلسہ کے متعلق مجھے یقینی طور پر اطلاعات موصول ہوئی ہیں کہ یہ لوگ کوئی شورش اور فساد برپا کرنا چاہتے ہیں۔ پس میرا پہلا مطالبہ یہ ہے کہ اگر واقعہ میں وہ اطلاعات درست ہیں جو مجھے موصول ہوئیں تو مَیں اپنی جماعت کے ہر شخص کو یہ حکم دیتا ہوں کہ خواہ وہ مارا اور پیٹا جائے اپنا ہاتھ کسی پر مت اُٹھائے اور اپنی زبان مت کھولے بلکہ اگر وہ قتل بھی کر دیا جائے تو بھی اس کا حق نہیں کہ وہ اپنا ہاتھ اُٹھائے اور اُس کا حق نہیں کہ وہ اپنی زبان ہلائے۔ اگر ایسی حالت میں کوئی بھائی پاس سے گزر رہا ہو تو مَیں اسے بھی ہدایت کرتا ہوں کہ وہ ہرگز اُس کی مدد نہ کرے‘‘ (الفضل 23/اکتوبر 1934ء۔ الفضل 23/مئی 1934ء)

اس کے بعد آپؓ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 9/نومبر 1934ء میں جماعت سے تحریک کے باقاعدہ مطالبات کرنے سے قبل تین نہایت ہی اہم احکام دیئے:

پہلا حکم

’’ہر وہ شخص جس کے چندوں میں کوئی نہ کوئی بقایا ہے یا ہر وہ جماعت جس کے چندوں میں بقائے ہیں وہ فوراً اپنے بقائے پورے کرے اور آئندہ کے لئے چندوں کی ادائیگی میں باقاعدگی کا نمونہ دکھلائیں‘‘

دوسرا حکم

’’اس ہفتہ کے اندر اندر ہر وہ شخص جس کی کسی سے لڑائی ہو چکی ہے ہر وہ شخص جس کی کسی سے بول چال بند ہے، وہ جائے اور اپنے بھائی سے معافی مانگ کر صلح کر لے اور اگر کوئی معاف نہیں کرتا تو اس سے لجاجت اور انکسار کے ساتھ معافی طلب کرے اور ہر قسم کا تذلل اس کے آگے اختیار کرے۔ تاکہ اس کے دل میں رحم پیدا ہو اور وہ رنجش کو اپنے دل سے نکال دے اور ایسا ہو کہ جس وقت میں دوسرا اعلان کرنے کے لئے کھڑا ہوں اس وقت کوئی دو احمدی ایسے نہ ہوں جو آپس میں لڑے ہوئے ہوں۔ اور کوئی دو احمدی ایسے نہ ہوں جن کی آپس میں بول چال بند ہو۔ پس جاؤ اور اپنے دلوں کو صاف کرو۔ جاؤ اور اپنے بھائیوں سے معافی طلب کر کے متحد ہو جاؤ۔ جاؤ اور ہر تفرقہ اور شقاق کو اپنے اندر سے دور کر دو تب خدا تعالیٰ کے فرشتے تمہاری مدد کے لئے اتریں گے۔ آسمانی فوجیں تمہارے دشمنوں سے لڑنے کے لئے نازل ہوں گی اور تمہارا دشمن خدا کا دشمن سمجھا جائے گا۔‘‘

تیسرا حکم

’’مجھے فوراً جلد سے جلد ایسے آدمیوں کی ضرورت ہے جو سلسلہ کے لئے اپنے وطن چھوڑنے کے لئے تیار ہوں۔ اپنی جانوں کو خطرات میں ڈالنے کے لئے تیار ہوں اور بھوکے پیاسے رہ کر بغیر تنخواہوں کے اپنے نفس کو تمام تکالیف سے گزارنے پر آمادہ ہوں۔ پس مَیں یہ اعلان کرتا ہوں کہ جو نوجوان ان کاموں کے لئے تیار ہوں وہ اپنے نام پیش کریں۔ نوجوانوں کی لیاقت کے متعلق مَیں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یا تو وہ مولوی ہوں مدرسہ احمدیہ کے سندِ یافتہ یا کم سے کم انٹرنس پاس یا گریجوایٹ ہوں.... شرط یہ ہے کہ وہ سرکاری ملازم نہ ہوں اور نہ ہی تاجر ہوں اور نہ طالب علم ہوں۔ صرف ایسے نوجوان ہوں جو ملازمت کی انتظار میں اپنے گھروں میں بیٹھے ہوئے ہوں‘‘

(الفضل 18/نومبر 1934ء)

ان تین احکام کے بعد 23 نومبر 1934ء کو حضورؓ نے جماعت کو بتایا کہ:

"کوئی بڑی قربانی نہیں کی جاسکتی جب تک اس کے لئے ماحول نہ پیدا کیا جائے..... کامیابی کے لئے ضروری ہے کہ ماحول ٹھیک ہو اور گردوپیش کے حالات موافق ہوں۔ اگر گردوپیش کے حالات موافق نہ ہوں تو کامیابی نہیں ہو سکتی۔ اس نکتہ کو نہ سمجھنے کی وجہ سے بہت سے لوگ نیکی سے محروم رہ جاتے ہیں۔ ان کے اندر نیکی کرنے کا مادہ بھی موجود ہوتا ہے اور جذبہ بھی مگر وہ ایسا ماحول نہیں پیدا کر سکتے جس کے ماتحت صحیح قربانی کر سکیں۔ پس ماحول کا خاص طور پر خیال رکھنا ضروری ہے..... پس ضروری ہے کہ قربانی کرنے سے پیشتر اس کے لئے ماحول پیدا کیا جائے اس کے بغیر قربانی کا دعویٰ کرنا ایک نادانی کا دعویٰ ہے یا منافقت" (الفضل 29/ نومبر 1934ء)

سامعین! اس کے بعد مختلف مواقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے جماعت سے یہ 27 مطالبات کیے جو "**مطالبات تحریک جدید**" کے نام سے جانے جاتے ہیں۔

پہلا مطالبہ۔ سادہ زندگی

حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا۔

"اس زمانہ میں مالی قربانی کی بہت ضرورت ہے اس لئے سب مرد اور عورتیں اپنی زندگی کو سادہ بنائیں اور اخراجات کم کر دیں تا کہ جس وقت قربانی کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے آواز آئے وہ تیار ہوں قربانی کے لئے صرف تمہاری نیت ہی فائدہ نہیں دے سکتی جب تک تمہارے پاس سامان بھی مہیا نہ ہوں...... پس اگر سامان مہیا نہ ہوں تو ہم وہ قربانی کسی صورت میں بھی پیش نہیں کر سکتے جس کی ہمیں خواہش ہے اس لئے ضروری ہے کہ ہم میں سے ہر ایک سادہ زندگی اختیار کرے تا کہ وقت آنے پر وہ اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے سامنے پیش کر سکے"

(تقریر فرمودہ 26/ مئی 1935ء مطبوعہ الفضل 12/ جون 1935ء)

دوسرا مطالبہ۔ امانت فنڈ

آپؓ نے فرمایا۔

"جماعت کے مخلص افراد کی ایک جماعت ایسی نکلے جو اپنی آمد کا 5/1 سے 3/1 حصہ تک سلسلہ کے مفاد کے لئے تین سال تک بیت المال میں جمع کرائے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 23/ نومبر 1934ء از الفضل 29/ نومبر 1934ء)

تیسرا مطالبہ۔ دشمن کے گندے لٹریچر کا جواب

فرمایا۔

"دشمن کے مقابلہ کے لئے اس وقت بڑی ضرورت ہے کہ وہ جو گند الٹریچر ہمارے خلاف شائع کر رہا ہے اس کا جواب دیا جائے یا اپنا نقطۂ نگاہ احسن طور پر لوگوں تک پہنچایا جائے"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 15/ نومبر 1935ء از الفضل 19/ نومبر 1935ء)

چوتھا مطالبہ۔ تبلیغ بیرون ہند

فرمایا۔

"مذہبی سلسلے ضرور ایک وقت دنیا کے توپ خانوں کی زد میں آتے ہیں اور وہ کبھی ظلم وستم کی تلوار کے سایہ کے بغیر ترقی نہیں کر سکتے۔ پس ان کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ مختلف ممالک میں اِن کی شاخیں ہوں تا کہ اگر ایک جگہ وہ ظلم وستم کا تختہ مشق ہوں تو دوسری جگہ ان کی امن کے ساتھ ترقی ہو رہی ہو اور ان کا مذہبی لٹریچر دشمن کی دست برد سے محفوظ رہے۔ جو شخص بھی اس سلسلہ کو ایک آسمانی تحریک سمجھتا ہے اسے اس امر کے لئے تیار ہونا پڑے گا اور جو اس نکتہ نہیں سمجھتا۔ وہ حقیقت میں اِس سلسلہ کو نہیں سمجھتا۔ غرض سلسلہ احمدیہ کسی جگہ بھی اپنے آپ کو محفوظ نہیں سمجھ سکتا اس لئے جب تک ہم سارے ممالک میں اپنے لئے جگہ کی تلاش نہ کریں ہم کامیاب نہیں ہو سکتے۔" (خطبہ جمعہ فرمودہ 23/ نومبر 1934ء مطبوعہ الفضل 29/ نومبر 1934ء)

سامعین!

پانچواں مطالبہ۔ تبلیغ کی خاص سکیم میں مالی حصہ

فرمایا۔

"جماعت سے قربانی کا پانچواں مطالبہ یہ ہے کہ تبلیغ کی ایک سکیم میرے ذہن میں ہے جو دوست اس میں بھی مالی لحاظ سے حصہ لے سکتے ہوں وہ لیں"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 23/ نومبر 1934ء مطبوعہ الفضل 29/ نومبر 1934ء)

چھٹا مطالبہ۔ تبلیغی سروے

فرمایا۔

"مَیں یہ چاہتا ہوں کہ وقف کنندگان سائیکلوں پر سارے پنجاب کا دورہ کریں اور اشاعتِ سلسلہ کے امکانات کے متعلق مفصل رپورٹیں مرکز کو بھجوائیں مثلاً یہ کہ کس علاقہ کے لوگوں پر کس طرح اثر ڈالا جاسکتا ہے کون کون سے با اثر لوگوں کو تبلیغ کی جائے تو احمدیت کی اشاعت میں خاص مدد مل سکتی ہے۔ کس کس گاؤں کے لوگوں کی کس کس جگہ کے احمدیوں سے رشتہ داریاں ہیں کہ ان کو وہاں بھیج کر تبلیغ کروائی جائے" (خطبہ جمعہ فرمودہ 23/ نومبر 1934ء مطبوعہ الفضل 29/ نومبر 1934ء)

ساتواں مطالبہ۔ وقفِ رخصت

فرمایا۔

"سرکاری ملازمین جن کی تین ماہ کی رخصتیں جمع پڑی ہوں یا قریب کے زمانہ میں جمع ہونے والی ہوں اور وہ سلسلہ کی خدمت کے لئے ان رخصتوں کو وقف کر دیں۔۔۔۔ پھر ہم انہیں جہاں چاہیں تبلیغ کے لئے بھیج دیں۔۔۔۔ ان کے متعلق میری سکیم یہ ہے کہ ان کو ایسی جگہ بھیجیں جہاں احمدی جماعتیں نہیں۔۔۔۔ ان کو وہاں بھیج دیا جائے جہاں ان کی ملازمت کا واسطہ اور تعلق نہ ہو۔۔۔۔ وہ اپنا خرچ آپ برداشت کریں ہم اس بات کو مدنظر رکھیں گے کہ انہیں اتنی دور بھیجا جائے کہ ان کے لئے سفر کے اخراجات برداشت کرنے مشکل نہ ہوں۔ اگر کسی کو اور جگہ بھیجا گیا تو کسی قدر بوجھ اخراجات سفر کا سلسلہ برداشت کرلے گا اور باقی اخراجات کھانے پینے پہننے کے وہ خود برداشت کریں ان کو کوئی تنخواہ نہ دی جائے گی نہ کوئی کرایہ سوائے اس کے جسے بہت دور بھیجا جائے"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 26/ اپریل 1940ء مطبوعہ الفضل 3/ مئی 1940ء)

آٹھواں مطالبہ۔ وقف زندگی

فرمایا۔

"تم سے جس چیز کا مطالبہ کیا گیا اور جو اکیلا حقیقی مطالبہ ہے وہ تمہاری جان کا مطالبہ ہے۔ نہ صرف تمہیں اِس مطالبہ کو پورا کرنا چاہیے بلکہ ہر وقت یہ مطالبہ تمہارے ذہن میں مستحضر رہنا چاہیے۔ کیونکہ اُس وقت تک تم میں جرأت و دلیری پیدا نہیں ہو سکتی جب تک تم اپنی جان کو ایک بے حقیقت چیز سمجھ کر دین کے لئے اُسے قربان کرنے کے لئے ہر وقت تیار نہ ہو"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 11/ جنوری 1935ء الفضل 24/ جنوری 1935ء)

پھر فرمایا۔ "جو شخص دین کے لئے اپنی زندگی وقف کرتا ہے وہ ادنیٰ نہیں بلکہ اعلیٰ ہے بشرطیکہ ہر قسم کی کوتاہی سے اپنے آپ کو بچائے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 20/ دسمبر 1935ء الفضل 25/ دسمبر 1935ء)

نواں مطالبہ۔ وقف رخصتِ موسمی

فرمایا۔

"اپنی زندگیوں کو خدمتِ دین کے لئے وقف کرو اور سال میں سے مہینہ دو مہینے یا تین مہینے تبلیغ کے لئے دو تا انہیں ایک، دو یا تین ماہ کے لئے مختلف مقامات پر تبلیغ کے لئے بھیجا جا سکے۔۔۔۔ جس قدر ملازم، زمیندار، تاجر اور پیشہ ور اور جنہیں چھٹیاں مل سکتی ہیں۔ مَیں ان سب کو تحریک کرتا ہوں کہ ایک یا دو یا تین ماہ جتنا عرصہ کوئی دے سکے تبلیغ کے لئے دیں۔۔۔۔ پس میں دوستوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ اپنی چھٹیوں کو تبلیغ کے لئے وقف کریں"

(تقریر فرمودہ 26/ دسمبر 1935ء مطبوعہ الفضل 14/ مارچ 1936ء)

سامعین!

دسواں مطالبہ۔ صاحبِ پوزیشن لیکچر دیں

فرمایا۔

"جو دوست لیکچر دینے کی قابلیت رکھتے ہیں اور اپنے عہدہ یا کسی علم وغیرہ کے لحاظ سے لوگوں میں پوزیشن رکھتے ہوں۔ یعنی ڈاکٹر ہوں، وکلاء ہوں یا اور ایسے ہی معزز کاموں پر یا ملازمتوں پر ہوں۔ جن کو لوگ عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہوں ایسے لوگ اپنے آپ کو پیش کریں تا مختلف مقامات کے جلسوں میں مبلغوں کے سوا ان کو بھیجا جائے اور ان سے تقریریں کرائی جائیں کیونکہ تقریر کرنے والا اگر کوئی وکیل یا ڈاکٹر یا کوئی اور عہدیدار ہو تو لوگوں میں یہ احساس پیدا ہو گا کہ اس جماعت کے سب افراد میں خواہ وہ کسی طبقہ کے ہوں دین سے رغبت اور واقفیت پائی جاتی ہے اور خواہ ان کے منہ سے وہی باتیں نکلیں جو مولوی بیان کرتے ہیں۔ مگر ان کا اثر بہت زیادہ ہو گا"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 20/ دسمبر 1935ء الفضل 25/ دسمبر 1935ء)

گیارہواں مطالبہ۔ ریزرو فنڈ

فرمایا۔

"موجودہ حالات اور بعض مجبوریوں کی وجہ سے ضروری ہے کہ ہمارا ایک مستقل ریزرو فنڈ ہو۔ جس کی آمدنی سے مستقل اخراجات چلائے جائیں اور ہنگامی کاموں کے لئے چندہ ہو۔ اخلاقی لحاظ سے بھی۔ یعنی جماعت کی اخلاقی حالت کو محفوظ رکھنے نیز کام کی وسعت کے لئے بھی ضروری ہے کہ ایک مستقل ریزرو فنڈ قائم کیا جائے۔ تحریک جدید کے متعلق میرا یہی خیال ہے کہ اس کے مستقل اخراجات ریزرو فنڈ کی آمد سے ادا کرنے کا انتظام کیا جائے اور چندوں کا ایک ایک پیسہ ہنگامی کاموں پر خرچ ہو۔ تا ہر ایک شخص کو نظر آ سکے کہ تحریک کے کاموں پر کیا خرچ ہو رہا ہے۔ اس لئے ایسے اتار چڑھاؤ سے تبلیغی کاموں کو محفوظ کرنے کے لئے مَیں نے ایک ریزرو فنڈ کی تجویز کی"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 17/ فروری 1936)

بارہواں مطالبہ۔ پنشنرز اپنے آپ کو خدمتِ دین کے لئے پیش کریں

فرمایا۔

”میں تحریک کرتاہوں کہ بیسیوں آدمی جو پنشن لیتے ہیں اور گھروں میں بیٹھے ہیں خدا نے ان کو موقع دیاہے کہ چھوٹی سرکار سے پنشن لیں اور بڑی سرکار کا کام کریں۔ یعنی دین کی خدمت کریں۔ بیسیوں ایسے لوگ ہیں جو پنشن لیتے ہیں اور جنہیں اپنے گھروں میں کوئی کام نہیں۔ مَیں ان سے کہتاہوں کہ خدمت دین کے لئے اپنے آپ کو وقف کریں“

(خطبہ جمعہ فرمودہ30/نومبر1934ء مطبوعہ الفضل9/دسمبر1934ء)

تیرھواں مطالبہ۔ طلباء کو تعلیم کے لئے مرکز بھیجیں

آپؓ نے فرمایا۔

”باہر کے دوست اپنے بچوں کو قادیان کے ہائی سکول یا مدرسہ احمدیہ میں جس میں چاہیں تعلیم کے لئے بھیجیں۔ مَیں عرصہ سے دیکھ رہاہوں کہ ہمارے مرکزی سکولوں میں باہر سے دوست کم بچے بھیج رہے ہیں.....ایسے لوگ اپنے بچوں کو پیش کریں جو اس بات کا اختیار دیں کہ ان کے بچوں کو ایک خاص رنگ اور خاص طرز میں رکھا جائے“

(خطبہ جمعہ فرمودہ30/نومبر1934ء مطبوعہ الفضل9/دسمبر1934ء)

چودھواں مطالبہ۔ صاحب حیثیت لوگ اپنے بچوں کے مستقبل کے بارے جماعت سے مشورہ کریں

فرمایا

”بعض صاحب حیثیت لوگ ہیں جو اپنے بچوں کو اعلیٰ تعلیم دلانا چاہتے ہیں۔ اِن سے مَیں کہوں گا کہ بجائے اس کے کہ بچوں کے منشاء اور خواہش کے مطابق ان کے متعلق فیصلہ کریں یا خود اپنے دوستوں سے مشورہ کریں، وہ اپنے لڑکوں کے مستقبل کو سلسلہ کے لئے پیش کردیں“

(خطبہ جمعہ فرمودہ30/نومبر1934ء مطبوعہ الفضل9/دسمبر1934ء)

سامعین!

پندرہواں مطالبہ۔ بے کار دنیا میں نکل جائیں خود کمائیں اور کھائیں اور تبلیغ کریں

فرمایا۔

”.....پندرھواں مطالبہ جو جماعت سے بلکہ نوجوانان جماعت سے یہ ہے کہ وہ نوجوان جو گھروں میں بے کار بیٹھے روٹیاں توڑتے ہیں اور ماں باپ کو مقروض بنا رہے ہیں انہیں چاہیے کہ وطن چھوڑدیں اور نکل جائیں۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ30/نومبر1934ء مطبوعہ الفضل9/دسمبر1934ء)

سولہواں مطالبہ۔ اپنے ہاتھ سے کام کرنے کی عادت ڈالیں

فرمایا۔

”احباب جماعت کو چاہیے کہ اپنے ہاتھ سے کام کرنے کی عادت ڈالیں۔ سادہ کھائیں، سادہ کپڑا پہنیں، دین کی خدمت کے لئے اپنے آپ کو پیش کریں، کوئی احمدی بے کار نہ رہے۔ اگر کسی کو جھاڑو دینے کا کام ملے تو وہ بھی کرلے اس میں بھی فائدہ ہے۔ بہرحال کوئی نہ کوئی کام کرنا چاہیئے۔ ہر شخص کوشش کرے کہ وہ بیکار نہ رہے“

(خطبہ جمعہ فرمودہ29/نومبر1935ء)

سترہواں مطالبہ۔ بے کار نہ رہیں جو کام بھی ملے وہی کریں

فرمایا

”مَیں نے بارہا کہاہے کہ بے کار مت رہو اور کام کرو.....مَیں جماعت کو توجہ دلاتا ہوں کہ تحریک جدید تمہیں اُس وقت تک کامیاب نہیں کرسکتی جب تک رات دن ایک کرکے کام نہ کرو.....مَیں پھر نصیحت کرتاہوں کہ محنت کی عادت ڈالو، بے کاری کی عادت کو ترک کردو، فضول مجلسیں بنا کر گپیں ہانکنا اور بکواس کرنا چھوڑدو۔ حقہ اور دیگر ایسی لغو عادتوں میں وقت ضائع نہ کرو اور کوشش کرو کہ زیادہ سے زیادہ کام کرسکو۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ22/جنوری1937ء مطبوعہ الفضل3/فروری1937ء)

اٹھارواں مطالبہ۔ مرکز میں مکان بنائیں

فرمایا۔

”باہر کے دوست قادیان میں مکان بنانے کی کوشش کریں۔ جوں جوں قادیان میں احمدیوں کی آبادی بڑھے گی، ہمارا مرکز ترقی کرے گا اور غیر عنصر خود بخود کم ہو تا جائے گا۔ ہر مکان جو قادیان میں بنتا ہے وہ احمدیت کو زیادہ مضبوط کر دیتا ہے۔ تم قادیان میں مکان بنا کر صرف اپنی جائیداد نہیں بناتے بلکہ اس کے ساتھ ہی خدا تعالیٰ کی جائیداد بھی بڑھاتے ہو۔ ہر اینٹ جو تمہارے مکان میں لگائی جاتی ہے، وہ صرف تمہارے مکان کو ہی مضبوط نہیں کرتی بلکہ سلسلہ اور اسلام کو بھی مضبوط کرتی ہے“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 10/ جنوری 1936ء)

اُنیسواں مطالبہ۔ دعا

فرمایا۔

”ایک اور چیز باقی رہ گئی ہے جو سب کے متعلق ہے گو غرباء اس میں زیادہ حصہ لے سکتے ہیں۔ دنیوی سامان خواہ کس قدر کئے جائیں آخر دنیاوی سامان ہیں اور ہماری ترقی کا انحصار ان پر نہیں بلکہ ہماری ترقی خدائی سامان کے ذریعہ ہو گی اور یہ خانہ اگرچہ سب سے اہم ہے مگر اسے مَیں نے آخر میں رکھا ہے اور وہ دعا کا خانہ ہے۔ وہ لوگ جو ان مطالبات میں شریک نہ ہو سکیں اور ان کے مطابق کام نہ کر سکیں وہ خاص طور پر دعا کریں کہ جو لوگ کام کر سکتے ہیں خدا تعالیٰ انہیں کام کرنے کی توفیق دے اور ان کے کاموں میں برکت ڈالے....پس وہ لوگ جو مجبوری اور معذوری کی وجہ سے کسی مطالبہ کو پورا کرنے میں حصہ نہیں لے سکتے، میں نے ایسی تجویز بتائی ہے کہ اس میں وہ سب شریک ہو سکتے ہیں اور یہ سب سے اعلیٰ اور سب سے زیادہ ضروری تجویز ہے“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 30/ نومبر 1934ء مطبوعہ الفضل 9/ دسمبر 1934ء)

سامعین!

بیسواں مطالبہ۔ اسلامی تمدن کا قیام

فرمایا۔

”ہر جگہ تمام دوستوں کو اکٹھا کر کے ان سے پھر عہد لیا جائے کہ وہ اسلامی تمدن اور اس کی تعلیم کے مطابق اپنی زندگی بسر کریں گے اور احیاءِ دین اور قیامِ شریعت کر کے اپنی بنیادوں کو مضبوط کریں گے تا قلیل سے قلیل عرصہ میں وہ تمدن قائم ہو جائے جس کو دینِ حق قائم کرنا چاہتا ہے اور جس کو قائم کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام مبعوث ہوئے تھے“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 14/ جنوری 1938ء الفضل 21/ جنوری 1938ء)

اکیسواں مطالبہ۔ قومی دیانت کا قیام

فرمایا۔

”اخلاقی لحاظ سے اصولی صداقتیں چار ہیں۔ دیانت، صداقت، محنت اور قربانی اور اگر یہ چار تم اپنے اندر پیدا کر لو تو یقیناً تم کامیاب ہو سکتے ہو“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 14/ جنوری 1938ء الفضل 21/ جنوری 1938ء)

بائیسواں مطالبہ۔ عورتوں کے حقوق

فرمایا۔

”عورتوں کے حقوق برابر دیئے جائیں اور ان کا خاص خیال رکھا جائے خصوصاً جب کہ ایک سے زیادہ بیویاں ہوں تو ان کے احساسات کا خاص خیال رکھنا ضروری ہے۔ لہٰذا یا تو دوسری شادی نہ کی جائے اور اگر کی جائے تو پورا انصاف کرے۔“

تیئیسواں مطالبہ۔ راستوں کی صفائی

فرمایا۔

”اپنے ہاتھوں سے کام کر کے تمام راستوں کو فراخ اور سیدھا کیا جائے اور اونچی نیچی جگہوں کو ہموار کیا جاوے اور گندگی کو دور کیا جاوے تا کہ دیکھنے والا دیکھتے ہی سمجھ لے کہ احمدی جماعت کا محلہ یا گاؤں ہے“

چوبیسواں مطالبہ۔ احمدیہ دار القضاء کا قیام

فرمایا۔

”سوائے ان مقدمات کے کہ جن کے متعلق قانون کہتا ہے کہ ان کو عدالتوں میں لے جانا ضروری ہے باقی سب مقدمات کا فیصلہ شریعت کے مطابق کیا جائے اور اس ضرورت کے لئے ہر جماعت میں پنچائتیں اور بورڈ بن جائیں“

سامعین!

پچیسواں مطالبہ۔ وقف اَولاد

فرمایا۔

”اگر کوئی چاہتا ہے کہ اس کی نسل بڑھے اور پھیلے اور اسے اور اس کی نسلوں کو عزت ملے تو اس کا طریق یہ ہے کہ اپنی اَولاد کو دین کی راہ میں قربان کر دے۔ یہ ایک ایسا گر ہے کہ ہمارے دوستوں کو اس سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔ اگر وہ چاہتے ہیں کہ ان کی نسلیں دنیا پر چھا جائیں اور ہزاروں سال تک ان کا نام عزت کے ساتھ زندہ رہے تو وہ اسوۂ ابراہیمی پر عمل پیرا ہوں“

(خطبہ عید الاضحیہ فرمودہ 9/ جنوری 1941ء از الفضل 17/ جنوری 1941ء)

چھبیسواں مطالبہ۔ وقف جائیداد و آمد

فرمایا۔

”جب اللہ تعالیٰ نے اب اسلام کی فتح کی ایک بنیاد رکھ دی ہے تو یقیناً اس کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ اسلام اور احمدیت کی اشاعت کے لئے ہم سے نئی قربانیوں کا مطالبہ کرنے والا ہے۔ ساری جماعت بے شک چندے دیتی ہے اور بہت دیتی ہے، قربانیاں کرتی ہے اور بہت کرتی ہے۔ مگر یہ قربانیاں اسلام کی اشاعت کے لئے کافی نہیں۔ پس مَیں تجویز کرتا ہوں اور اس تجویز کے مطابق سب سے پہلے میں اپنے وجود کو پیش کرتا ہوں کہ ہم میں سے کچھ لوگ جن کو اللہ تعالیٰ توفیق دے اپنی جائیدادوں کو اس صورت میں دین کے لئے وقف کر دیں کہ جب سلسلہ کی طرف سے ان سے مطالبہ کیا جائے گا انہیں وہ جائیداد اسلام کی اشاعت کے لئے پیش کرنے میاں قطعاً کوئی عذر نہیں ہوگا“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 10/ مارچ 1944ء مطبوعہ الفضل 14/ مارچ 1944ء)

ستائیسواں مطالبہ۔ حِلفُ الفضول

حضورؓ فرماتے ہیں۔

”درحقیقت یہ اس زمانہ کی اہم نیکی ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ اس زمانہ میں بالخصوص امیر لوگ غریبوں کو لوٹتے ہیں اور اس لوٹنے میں راحت محسوس کرتے ہیں.....شاید اسی وجہ سے خدا تعالیٰ نے اس طرف توجہ دلائی ہے.....یہ عہد کریں کہ ہم کسی کا حق نہیں ماریں گے اور جہاں پتہ لگے گا کہ کوئی کسی کا حق مار رہا ہے ہم وہاں جا پہنچیں گے اور خواہ کوئی ہم سے پوچھے یا نہ پوچھے ہم ضرور اس میں دخل دیں گے کہ اس کا حق ملنا چاہیئے.....اسی طرح ہماری جماعت کے چند افراد یہ عہد کر لیں کہ ہم دیانت و امانت کو قائم کریں گے اور جہاں پتہ لگے گا کہ کسی کی حق تلفی ہو رہی ہے۔ چاہے کوئی پوچھے یا نہ پوچھے ہم چودھری بن کر جا پہنچیں گے اور کوشش کریں گے کہ مظلوم کا حق دلایا جائے۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 14/ جولائی 1944ء مطبوعہ الفضل 22/ جولائی 1944ء)

سامعین کرام! یہ تھے تحریکِ جدید کے ستائیس مطالبات اور ان کی وجہ تسمیہ جو اِس تحریک کے بانی حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے بیان فرمائی۔ اب ضرورت اِس امر کی ہے کہ جس عظیم جذبے کے ساتھ حضورؓ نے اِس تحریک کو لانچ فرما کر دل کی گہرائیوں سے مطالبات ہمارے سامنے بغرض تعمیل رکھے ہم اور نسلیں اُسی جذبے اور نئی اُمنگوں کے ساتھ اِن مطالبات کو حرزِ جان بنائیں اور اِن پر بھرپور عمل کرنے کی کوشش کریں کہ تحریک جدید کے ذریعہ اسلام احمدیت کا عَلم بلند سے بلند تر ہوتا چلا جائے۔ اے ارحمُ الرّاحمین خدا! تُو ایسا کر۔ آمین اللھم آمین

لذّتِ طاعات میں رہتا ہوں محو
یار بن اک لحظہ مشکل ہوگیا
اب دعائیں بھی لگیں ہونے قبول
فَضلِ رَبّیِ جب سے شامل ہوگیا
دوستو! کیا کیا بتاؤں نعمتیں
اب تو گِننا ان کا مشکل ہوگیا
ہے ترقی ہر گھڑی اِنعام میں
خُلد دنیا ہی میں حاصِل ہوگیا
اے عَدُو! تو بھی تو ان فضلوں کو دیکھ
کیا ہوا کیوں حق سے بے دِل ہوگیا

(اِس تقریر کا کچھ حصہ مکرم خالد محمود الحسن بھٹی مرحوم کے ایک مضمون سے اخذ شدہ ہے۔ اللھم اغفر لہ)